بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَمْدُ لِلهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِين نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِين، أَمَّا بَعْدُ:

004-15: سورۃالنساء کی مختصر تفسیر (آیات:74-79)

سورۃالنساء کی مختصر تفسیر کا درس جاری ہے اور جہاں پر رُکے تھے وہیں سے درس کا آغاز کرتے ہیں، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

﴿فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝﴾ (النساء:74)

ہم بات کر رہے تھے پچھلے درس میں جہاد کے احکام اور مسائل کے تعلق سے، چند اہم باتیں کی تھیں مزید تفصیل آج کے درس میں ہو گی ان شاء اللہ۔ایک چیز نوٹ کریں آپ کہ جہاں پر قتال کا لفظ آتا ہے یا جہاد کا لفظ آتا ہے وہاں پر "فی سبیل اللہ" ساتھ ہوتا ہے دیکھیں پورا قرآن مجید آپ اور اس کی ایک وجہ ہے:

(۱) جہاد اگر "فی سبیل اللہ" نہیں ہے تو پھر وہ جہاد نہیں ہے۔

(۲) اگر قتال، جنگ اللہ تعالی کے راستے کے لیے نہیں ہے تو پھر وہ کوئی جنگ یا قتال نہیں ہے وہ پھر اللہ تعالی کے لیے نہیں ہے وہ انسان کی اپنی کوئی حمیت ہے کوئی کسی سے بدلہ لینا ہے یا اپنا کوئی ذاتی مفاد ہے کچھ بھی ہو سکتا ہے۔

(۳) جہاد عظیم عبادت ہے جیسا کہ نماز روزہ حج اور دیگر عبادات ہیں۔

(۴) جہاد کے بھی شروط اور ضوابط شرعیہ ہیں جیسا کہ نماز روزہ حج زکوۃ کی شروط اور ضوابط شرعیہ ہیں۔

اس لیے جہاد کو دیگر عبادات سے الگ کرنا ہر گز جائز نہیں ہے بلکہ امت میں فساد کا باعث بنتا ہے، جو صرف جہاد کرنا چاہتا ہے بغیر "فی سبیل اللہ" کے اس جملے کے تو پھر فساد لازم ہوتا ہے۔

جہاد کی شروط تقریباً سترہ (17) کے قریب ہیں اور ویب سائٹ (Website) پر الحمد للہ جہاد کی حقیقت کے تعلق سے کئی دروس موجود ہیں میرے پاس وقت نہیں ہے کہ مختصر سے درس میں کچھ وہاں سے میں تفصیل بیان کروں تو بھائیوں اور بہنوں سے اور حاضرین اور سامعین سے گزارش ہے کہ حقیقۃ الجہاد آپ ویب سائٹ (Website) پر جا کر ایک دفعہ سن لیں گو تھرو (Go through) کر لیں بس، اس عظیم موضوع کے تعلق سے اللہ تعالی کے فضل و کرم سے ان شاءاللہ میرا حسن ظن ہے کہ آپ کو بہت ساری معلومات اور علم میں اضافہ ضرور ہو گا اور بنیادی باتیں کم سے کم جو اصول ہیں اس موضوع کے تعلق سے وہ آپ کو لازم مل جائیں گے اور سمجھنا بھی ان شاءاللہ آسان ہو گا کیونکہ ایک تو دروس کا سلسلہ ہے اور پھر غلط فہمیوں کا ازالہ بھی ہے اور سوالات اور جوابات بھی ہیں اور سو (100) سے زیادہ غلط فہمیوں کا ازالہ بھی الحمد للہ اس

موضوع کے تعلق سے۔اور وجہ یہ ہے کہ دور حاضر میں جہاد کے نام پر فساد برپا کیا گیا ہے اور دین اسلام کو بدنام کیا گیا ہے غیر شرعی اقدامات، قتل وغارت خود کش حملے وغیرہ کر کے بعض مسلمان جوانوں نے اور بعض مسلمان گروہوں نے جہاد کے نام پر کچھ تحریکیں چلائی ہیں اور فساد برپا ہوا ہے۔

تو جہاد شرعی کو جاننا بہت لازمی ہے جہاد کرنے سے پہلے تو آیئے دیکھتے ہیں کہ ان چند آیات میں اللہ تعالیٰ کا اس موضوع ہے تعلق سے کیا فرمان ہے اور کیا پیغامات ہیں ہمارے لیے۔

﴿فَلْيُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ﴾: بس قتال کریں اللہ تعالیٰ کے راستے میں: ﴿سَبِيلِ اللّٰهِ﴾۔

فعل اُمر ہے ﴿فَلْيُقَاتِلْ﴾: لام اُمر کے لیے ہے تو قتال کرنا چاہیے قتال کریں اللہ تعالیٰ کے راستے میں: ﴿فِي سَبِيلِ اللّٰهِ﴾۔

کون کریں؟ ﴿الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ﴾: وہ لوگ جو دنیا کی زندگی بیچتے ہیں قربان کرتے ہیں آخرت کے بدلے۔

مومن کیوں نہیں کہا "يا أيها الذين آمنوا" ایمان والو؟ مضبوط ایمان کی ایک خصلت بیان کی ہے کیونکہ جتنا ایمان مضبوط ہوگا اتنی ہی جدوجہد مضبوط ہوگی اتنا ہی قتال آسان ہوگا۔

آپ نے جان ہتھیلی پر رکھ کر کام کرنا ہے نا قتال کا لفظ ہے یعنی قتل کرنا ہے یا ہونا ہے، مارنا ہے یا مرنا ہے تو بغیر مضبوط ایمان کے ممکن ہے کیا؟!

تو دیکھا ہے خوبصورت انداز بیان: ﴿الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ﴾: دنیا کو قربان نہیں جو کرتے تو پھر وہ کیا جہاد کریں گے؟!

جو دنیا سے جن کے دل جڑے ہوئے ہیں جو دنیا میں غرق ہیں دنیا کی لذتوں میں غرق ہیں وہ کہاں پر اپنی جان کو قربان کر سکتے ہیں؟! تو جہاد کے لیے ایمان کا مضبوط ہونا لازمی ہے اور مومن ہمیشہ بنیادی طور پر اپنے ایمان کی مضبوطی سے قدم بڑھاتا ہے اور جہاد کرتا ہے اسلحے کی طاقت بعد میں ہے۔اس لیے جہاد النفس سب سے پہلے ہے اگر نفس کا مجاہدہ نہیں کر سکتے نفس کی اصلاح کے لیے جدوجہد نہیں کر سکتے اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے توبہ نہیں کر سکتے فرائض کی ادائیگی پر صبر نہیں کر سکتے حق ادا نہیں کر سکتے تو آگے پھر آپ اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر قربان کیسے کر سکتے ہیں ممکن ہے کیا؟! اس لیے سب سے پہلی جو خصلت ہے جو صفت ہے خوبصورت کہ جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے ہیں وہ ہیں جو دنیا کو قربان کرتے ہیں آخرت پر، آخرت نصب العین ہے آخرت کو مد نظر رکھتے ہوئے آخرت کے لیے عمل کرتے ہیں۔

اس لیے قرآن مجید میں دیکھیں کئی جگہ پر "آخرت دنیا سے بہتر ہے، آخرت مقدم ہے، آخرت کے لیے کرنا ہے" وجہ کیا ہے؟ کیونکہ آخرت کی اہمیت اور حیثیت پر تربیت کی ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کی اور تمام امت کی کہ اصل زندگی وہ ہے یہ دنیا کی زندگی اُس زندگی کے لیے ایک مرحلہ ہے ایک راستہ ہے۔ ہم دنیا میں آکر ہی آخرت کی طرف جا سکتے ہیں جو پیدا ہی نہیں ہوا اُس کی تو دنیا ہی نہیں آخرت بھی نہیں کچھ بھی نہیں ہے اُس کے لیے، جو پیدا ہو چکے ہیں مکلف ہیں اب اُن کا سوال ہوگا اُن سے حساب ہوگا۔

تو جو قربان کرتے ہیں دنیا کو آخرت کے بدلے آخرت کو خرید لیتے ہیں اور دنیا کو بیچ دیتے ہیں اور سب سے بہترین عظیم تجارت ہے؛ تجارت بہت قسم کی ہوتی ہے نا جو سب سے عظیم تجارت ہے وہ یہ ہے کہ کوئی شخص آخرت کو خرید لے دنیا کے بدلے۔

جو انسان قربان ہو جاتا ہے اپنی جان اللہ تعالیٰ کے راستے میں قربان کر دیتا ہے دنیا تو گئی نا اُس کی! گئی نا دنیا دنیا ہے اُس کی؟! لیکن دنیا کو تو چھوڑ کر سب نے جانا ہے نا اب اس جیسا شخص کون ہے جس نے دنیا کو قربان کر دیا اللہ تعالیٰ کے لیے اور آخرت کے لیے اور اس نے اللہ کے راستے میں جہاد کیا ہے؟! اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لیے ﴿فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ سے مراد یہ ہے، صرف اپنے غیظ اور غصے میں اپنا بدلہ نہیں ہے بدلے کی آگ میں جل کر جدوجہد نہیں کر رہا ہے کوئی جہاد کر رہا ہے، نہیں!

آگے آئے گا یہ کہ کچھ ایسے بھی صحابہ تھے مکہ میں تمنا کرتے تھے کہ کہیں پر بس یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ اجازت دے دیں ہم ابھی ان کو سبق سکھاتے ہیں ابھی بدلہ لیتے ہیں ابھی قتل کرتے ہیں؛ اجازت نہیں ہے ہاتھ اٹھا نہیں سکتے ہم کیا کریں؟! نہیں بدلے کی بات نہیں ہے ابھی تربیت کا وقت ہے۔

وقت آئے گا ابھی وقت نہیں ہے اور اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے آگے کیا ہے لیکن پہلے یہ حکم بھی ہے خوشخبری بھی ہے اُن لوگوں کو لیے جو فی سبیل اللہ جانتے ہیں؛ پہلے نہیں جانتے تھے تو کیا کریں گے آپ؟!

تو جاننا پہلے ہے کہ فی سبیل اللہ کیا ہے اور پھر دنیا کی حیثیت کو جاننا ہے کیا ہے آخرت کی حیثیت کو جاننا ہے کیا ہے دنیا کو قربان کر کے آخرت کو حاصل کرنے کے لیے فی سبیل اللہ جہاد کرنا ہے۔

خوشخبری: ﴿وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾: اور جو جنگ کرتا ہے قتال کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے راستے میں۔

فی سبیل اللہ تو ابھی ہو چکا ہے دوبارہ کیوں ہے؟ جب قرآن مجید مختصر کتاب ہے نا تو یہ قاعدہ یاد رکھیں کہ جس لفظ کی اہمیت ہے اللہ تعالیٰ اسے مکرر بیان کرتا ہے (دوبارہ) اس لیے آپ قتال کی بات کر رہے ہیں جان لینے دین کی بات ہے فی سبیل اللہ کو مدنظر رکھ سکتے ہیں آپ یہ آپ کے نصب العین سے ہٹنا نہیں چاہیے۔ ﴿فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ بار بار آئے گا آپ کی اپنی کوئی خواہش نہیں ہے آپ کا اپنا کوئی بدلہ نہیں ہے آپ کی اپنی کوئی مرضی نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہی کرنا ہے اللہ تعالیٰ کے لیے ہی کرنا ہے۔

پھر آگے دو راستے ہیں: ﴿فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ﴾: یا تو مارے جاؤ گے (اور اسے مقدم کیا گیا ہے کیونکہ آخرت کو مقدم کیا ہے نا، تو بچنے کی بات بعد میں سوچیں آپ جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتا ہے تو جان ہتھیلی پر رکھ کر کرتا ہے کہ واپس نہیں آؤں گا میں اپنی جان کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں قربان کر دوں گا اس لیے ﴿فَيُقْتَلْ﴾ پہلے ہے) ﴿اَوْ يَغْلِبْ﴾: یا بچ جاتا ہے غالب آ جاتا ہے۔

دونوں میں کمال ہے!

ارے مرنے میں بھی کمال ہے؟! جی ہاں! مرنے میں زیادہ کمال ہے۔

﴿فَيُقْتَلْ﴾: دو ہی راستے ہیں یا یُقتَل ہے (یُقتَل کہ کوئی اور اسے مارتا ہے)، ﴿يَغْلِبْ﴾: خود غالب آ جاتا ہے۔

فعل مبنی مجہول ہے "یُقتَل" بیچ میں خودکش حملہ ہے کہیں پر؟! "يقتل نفسه" ہے خود اپنے آپ کو مارتا ہے کہیں پر؟! بہت بڑا جرم ہے خودکش حملہ جو ہے! کہیں پر نہیں دیکھیں گے آپ کہ اپنے آپ کو مارتا ہے۔

یامارا جاتاہے اُسے، یاوہ خود کسی کو مارتا ہے، یاغالب آجاتا ہے: ﴿فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ﴾۔

﴿فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝﴾: تو عنقریب ہم اسے بڑا اُجر دیں گے اُجر عظیم دیں گے۔

دنیامیں عزت ہے غالب آگیانا،مال غنیمت بھی ہے اُجر عظیم بھی ہے عزت بھی ہے اور کہتے ہیں غازی آگیاہے،اسے پرواہ نہیں کہ لوگ کیا کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے راستے میں نکلا تھا جان ہتھیلی پر رکھ کر اللہ تعالیٰ نے زندگی دی ہے اس عزم کے ساتھ واپس آیا ہے کہ اور بھی میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں جاؤں گا پھر جان ہتھیلی پر رکھ کر جاؤں گا، موت تو ویسے ہی آنی ہے نا لیکن حق ادا کروں گا جہاد کا فی سبیل اللہ کروں گا علم کی روشنی میں کروں گا میری مرضی نہیں ہو گی میری خواہش نہیں ہو گی اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کے مطابق حکم کی تعمیل کرتے ہوئے میں جہاد کروں گا۔

﴿فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾: دنیامیں عزت ہے غالب آگیا ہے اور اگر مر جاتا ہے تو اُجر عظیم آخرت میں بھی ہے۔

شہید کا درجہ سب سے بڑا درجہ ہے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے بعد "انبیاء صدیقین، شہداء پھر صالحین"۔

انبیاء ہیں، صدیقین ہیں، شہداء ہیں بہت بڑا درجہ ہے، اور قرآن اور سنت میں دیکھیں جو شہداء کے لیے اللہ تعالیٰ نے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو خوشخبریاں دی ہیں آپ سوچ بھی نہیں سکتے! اُجر عظیم کو جوڑ دیا اللہ تعالیٰ نے جہاد فی سبیل اللہ کے ساتھ لیکن وہ جو حق ادا کرتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اُن لوگوں کے لیے جو یہ خوشخبری سننے کے باوجود بھی کتراتے ہیں ذرا پیچھے ہٹ جاتے ہیں یا جہاد کا حق ادا نہیں کرتے یا اپنی من مانی کرنا چاہتے ہیں اپنی خواہش کرنا چاہتے ہیں سنیں ذرا: ﴿وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ (النساء:75)

پھر ﴿فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾؟ بار بار آئے گا ﴿فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ کیونکہ اکثر لوگ فی سبیل اللہ کو نظر انداز کر کے جدوجہد کرتے ہیں جہاد کے نام پر فساد کرتے ہیں۔

﴿وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾: اور تمہیں کیا ہو گیا ہے تم اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتال کیوں نہیں کرتے؟

﴿وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ الْوِلْدَانِ﴾: جبکہ کمزور ہوئے وبے بس مردوں میں سے عورتوں میں سے اور بچوں میں سے۔

ایسے لوگ موجود ہیں جن کے خاطر تم جہاد کر سکتے ہو کرتے کیوں نہیں ہو؟!

﴿الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ﴾: جو یہ کہتے ہیں اور اپنے ربّ سے دعا کرتے ہیں۔

﴿رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا﴾: اے ہمارے ربّ! تو ہمارا پروردگار ہے تو ہمارا ربّ ہے تو ہمارا مشکل کشا حاجت روا ہے تو نے ہمیں پیدا کیا ہے ہم بڑی مصیبت اور مشکل میں ہیں اے ہمارے ربّ! ﴿اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا﴾: ہمیں اس بستی سے نکال دے جس کے لوگ جس کے اہل جو ہیں بہت ظالم ہیں ہم پر ظلم و ستم کرتے ہیں۔

اور یہ بستی مکہ کی بستی ہے مکہ والے جو مشرکین تھے بہت سنگدل تھے اور بہت بڑے ظالم تھے اور وہ مسلمان صحابہ وہ صحابی جو ہیں جو ہجرت نہیں کر سکے یا جو خود تو ہجرت کر گئے لیکن ان کے بیوی اور بچے اہل وہاں پر موجود تھے مکہ میں ان کا ذکر ہے اُن پر بہت بڑا ظلم و ستم کیا جاتا تھا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلے گئے اور کبار الصحابہ بھی چلے گئے کچھ مستضعفین (جو کمزور بے بس لوگ) جو ہجرت بھی نہیں کر سکتے تھے اور وہاں پر مکہ میں پھنس گئے تھے تو بدلے کے لیے جو مشرکین تھے بہت اُن کو ستاتے تھے بہت ظلم اور زیادتی کرتے تھے اب وہ اپنے ربّ سے دعا کر رہے ہیں۔ دیکھیں فتح مکہ کب ہوا؟ 8 ہجری میں۔ فتح مکہ 8 ہجری میں ہوا اس سے پہلے یہ جو وقت ہے کچھ مستضعفین موجود تھے، یعنی یہ مستضعفین جو ہیں سیدنا عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ میں اور میری والدہ بھی اُن ہی میں سے تھے (مستضعفین بعد میں گئے تھے بعد میں گئے تھے ہجرت کر کے)۔

اور سیدنا حاطب بن أبي بلتعہ کا قصہ صحیحین میں آتا ہے سورۃ الممتحنہ کی جو آیات نازل ہوئی ہیں جو خط لکھا تھا فتح مکہ کے موقع پر خفیہ خط تھا عورت کے ذریعے بھیجا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ہیں حملہ کرنا چاہتے تھے مکہ کی فتح کے لیے تو سیدنا حاطب نے خط لکھا تھا خفیہ اہل مکہ کو یہ بتانے کے لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ہیں حملہ کرنا چاہتے ہیں فتح مکہ کے لیے تو تم خبردار ہو جاؤ تو اس حدیث کے آگے سیاق میں کیا آتا ہے؟

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تفصیل پوچھی تھی کہ آپ نے کیوں ایسا کیا حاطب تو فرماتے ہیں کہ میرے وہاں پر گھر والے تھے مستضعفین تھے اُن پر ظلم اور زیادتی کرتے تھے مجھے اللہ تعالیٰ پر یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو غالب کرے گا فاتح کرے گا فتح آپ ہی کی ہے لیکن میں چاہتا تھا کہ میرا کوئی ہاتھ میرا ان پر کوئی احسان ہو جائے جس کے بدلے میں میرے گھر والے ان کے ظلم و ستم سے بچ جائیں میں نے صرف یہ کام کیا تھا مجھے آپ پر کوئی شک و شبہ نہیں تھا اور نہ کوئی دین میں کوئی شک و شبہ تھا؛ کیونکہ سیدنا عمر نے تلوار نکالی تھی کہ اے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اجازت دیں میں اس کا سر قلم کر دوں منافق ہے یہ وجہ کیا ہے؟ یہی وجہ تھی کہ مستضعفین تھے اور 8 ہجری تک مستضعفین تھے (سبحان اللہ دیکھیں ظلم و ستم تھا!)۔

میں یہ کہہ رہا ہوں جہاد یہ نہیں کہ جا کر ٹوٹ پڑو کودپڑو حملہ کرو قتل کرو، نہیں نہیں! مستضعفین اُس وقت بھی موجود تھے مکہ میں موجود تھے اللہ تعالیٰ کا فرمان میں پڑھ رہا ہوں آپ کے سامنے، سیدنا حاطب کا قصہ جو ہے سورۃ الممتحنہ میں صحیح بخاری مسلم میں موجود ہے آپ دیکھیں کہ اہل خانہ 8 ہجری تک بھی کیونکہ فتح مکہ 8 ہجری میں ہوا تھا اور یہ قصہ سیدنا حاطب کا اسی 8 ہجری کے تعلق سے ہے اس وقت تک ان کا خاندان موجود تھا اور مستضعفین تھے جبکہ صلح حدیبیۃ بھی ہو گیا تھا سن 6 ہجری کو اس کے باوجود بھی جب عہد شکنی کی مشرکین نے پھر یہ فتح مکہ کا وقت آیا ہے تو اس سارے زمانے میں مستضعفین موجود تھے۔

تو تمہیں کیا ہو گیا ہے نہیں جہاد (قتال) کرتے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جبکہ مستضعفین مردوں میں سے عورتوں میں سے بچوں میں سے موجود ہیں جو ربّ سے دیکھیں کیا دعا کرتے ہیں:

﴿اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا﴾: ہمیں اس بستی سے نکال دے جس بستی والے جو اہل ہیں وہ ظلم کرنے والے ہیں۔

آگے دعا: ﴿وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۙ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ۝٧٥﴾: اور اے ہمارے ربّ! ہمارے لیے بنادے اپنے پاس سے ﴿مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا﴾ حمایتی اور دوست ﴿وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا﴾: اور بنادے ہمارے لیے اپنے پاس سے مددگار۔

اے اللہ! تو ہی مدد فرماتو ہی اپنے پاس سے کسی ایسے شخص کسی ایسے لوگوں کو بھیج دے جو ہماری مدد بھی کرے اور ہمارے حمایتی بھی ہوں تو مانگا کس سے ہے؟ ربّ سے مانگا ہے، مشکل ربّ کی طرف سے آئی ہے اس مشکل کو ٹالے گا بھی وہی ربّ ہمارے ذمہ جو کام ہے کہ حکم کی تعمیل کرنی ہے شریعت کی حدود میں رہ کر۔

اور پھر ان لوگوں کے تعلق سے اور اس موضوع کے تعلق سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ (النساء:76)

اب دیکھیں جو قتال کرتے ہیں ان کی قسمیں ہیں:

﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾: وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں جو مومنین ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتال کرتے ہیں۔

دیکھیں ﴿فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ چوتھی مرتبہ آرہا ہے نا کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتال کرتے ہیں اس کے بغیر کوئی جانتے نہیں ہیں قتال کرنے کا طریقہ کیونکہ اُن کے ایمان کا تقاضہ ہی یہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے ہیں علم کی روشنی میں، حق ادا کرتے ہیں جہاد فی سبیل اللہ کا۔

دوسری طرف: ﴿وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ﴾: اور جن لوگوں نے کفر کیا جو کافر ہیں وہ قتال کرتے ہیں لڑتے ہیں طاغوت کے راستے میں۔ طاغوت ہر سرکش کو کہتے ہیں، ہر وہ راستہ جو اللہ تعالیٰ کے راستے کے علاوہ راستہ ہے وہ طاغوت کا راستہ ہے شیاطین الانس والجن کا راستہ ہے، شیاطین الانس والجن جب مل جاتے ہیں اور حد پار کردیتے ہیں نافرمانی میں تو طاغوت بن جاتے ہیں، طواغیت ہیں غیر شرعی اقدامات جہاد کے نام پر فسادات کرتے ہیں یہ اُن کا راستہ ہے۔

اور کافروں کا راستہ کیا تھا؟ شیطان کے راستے میں طاغوت کے راستے میں اپنی من مانی کے لیے اپنی خوشی کے لیے من پسند طریقہ استعمال کرتے ہیں اور اہل ایمان پر ظلم وستم کرتے ہیں جو کمزور ہیں، اور جو طاقتور ہیں ان کے خلاف قتال کرتے ہیں۔

کس کے راستے میں کرتے ہیں؟ دو فریقین ہیں:

(۱) ایک اللہ تعالیٰ کے راستے میں کرنے والے مومنین ہیں۔

(۲) دوسری طرف کافر جو ہیں طاغوت راستے میں۔

تو مومن کے ایمان کا تقاضہ ہے کہ جب بھی جہاد کرے گا کس کے راستے میں کرے گا؟ اللہ تعالیٰ کے راستے میں؛ اپنی من مانی ہے اپنا کوئی طریقہ اپنا کوئی طور اپنی کوئی مرضی ہے؟ نہیں ہے۔

کافر اپنی مرضی سے کرتا ہے کیونکہ طاغوت کے راستے میں کوئی اور راستہ ہی نہیں ہے کوئی ضابطہ شرعیہ ہے ہی نہیں طاغوت کا راستہ ہے نا! جو دل کرے جس کو مارنا ہے جس کو جلانا ہے جس کو اکھاڑنا ہے کر دو کون روکے گا!

اس لیے دیکھیں کہ جب جہاد فی سبیل اللہ ہے اس میں بزرگوں کو قتل کرنا منع ہے، عورتوں کو قتل کرنا اگر وہ جنگ میں شریک نہیں ہیں منع ہے یہاں تک کہ آپ جو درخت ہیں اُن کو جلا نہیں سکتے (سبحان اللہ)، بچوں کو نہیں قتل کر سکتے، بے بس لوگوں کو نہیں قتل کر سکتے۔

آپ جارہے ہیں اللہ تعالیٰ کے راستے میں تو مطلب یہ نہیں ہے کہ جا کر آپ نے خون ہی بہانا ہے بس، نہیں! طریقہ ہے۔

طاغوت کے راستے میں کیا ہوتا ہے؟ نہ بزرگ بچتا ہے نہ عورت بچتی ہے نہ عزت بچتی ہے نہ بچہ بچتا ہے نہ اللہ تعالیٰ کے گھر میں کوئی عبادت گزار بزرگ کوئی نہیں بچتا سب کو ایک ساتھ تباہ کر دیتے ہیں قتل کر دیتے ہیں کیوں؟ فی سبیل الطاغوت ہیں کوئی ضابطہ نہیں کوئی حد نہیں کوئی طریقہ نہیں ہے اپنی مرضی ہے۔

﴿فَقَاتِلُوٓا﴾: فعل اُمر ہے کہ تم سب مل کر قتال کرو کس سے؟ ﴿اَوۡلِيَآءَ الشَّيۡطٰنِ﴾: شیطان کے دوستوں کو قتل کرو قتال کرو جہاد کرو۔

ابھی طاغوت تھا؟ جی ہاں! شیطان بھی سب سے بڑا طاغوت ہے شیطان کا اپنا راستہ ہے اس کے اپنے اولیاء اپنے دوست ہیں جو طاغوت کے راستے پر جہاد کرتے ہیں وہ اولیاء الشیطان ہیں چاہے کوئی بھی ہو، چاہے جہاد کے نام پر وہ جہاد سمجھ کر اپنی مرضی کرنے کے لیے اپنا بدلہ لینے کے لیے کوئی بھی اور راستہ اختیار کرتا ہے وہ سب ہی شیطان ہیں فی سبیل الطاغوت ہیں فی سبیل اللہ نہیں ہیں۔

﴿فَقَاتِلُوۡٓا اَوۡلِيَآءَ الشَّيۡطٰنِ﴾: کافر سب سے بڑا دوست ہے شیطان کا اور پھر ہر نافرمان بھی اسی راستے پر ہے۔

﴿فَقَاتِلُوۡٓا اَوۡلِيَآءَ الشَّيۡطٰنِ﴾: قتال کرو اولیاء الشیاطین سے، ولی کہتے ہیں دوست کو اولیاء ولی کی جمع ہے "اولیاء الشیطان" جو شیطانوں کے دوست ہیں۔

﴿اِنَّ كَيۡدَ الشَّيۡطٰنِ كَانَ ضَعِيۡفًا ۝٧٦﴾: بے شک شیطان کا فریب بہت ہی کمزور ہے۔

شیطان کا فریب ضعیف ہے شیطان کے حربے حیلے کمزور ہیں کس کے سامنے کمزور ہیں؟ ﴿اَلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا يُقَاتِلُوۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ﴾۔

اور جن کا ایمان کمزور ہے "فی سبیل الطاغوت" اپنی مرضی سے جہاد کرنا چاہتے ہیں یا جہاد کے نام پر کوئی عمل کرنا چاہتے ہیں کوئی کاروائی کرنا چاہتے ہیں کوئی حرکت کرنا چاہتے ہیں تو پھر شیطان کے بہکاوے میں خود پڑ جاتے ہیں ﴿كَيۡدَ الشَّيۡطٰنِ﴾۔

ضعیف مومن کے لیے ہے جو علم کی روشنی میں جہاد نبوی کرتا ہے، ﴿كَيۡدَ الشَّيۡطٰنِ﴾ ضعیف ہے کچھ نہیں کر سکتا، اور جو شیطان کے راستے پر ہی طاغوت کے راستے پر جو جہاد کے نام پر فساد کرتا ہے یا کافر جو ہیں وہ جو کاروائی کرتے ہیں قتال کرتے ہیں مسلمانوں کے خلاف جو ہیں تو وہ ایک تو شیطان کے بہکاوے میں آگئے ہیں اور غرق ہو گئے ہیں اور اسی کے راستے پر قتال کر رہے ہیں حق کے خلاف اہل ایمان کے خلاف، اور جو ایمان والے قتال کر رہے ہیں وہ شیطان کے ہر حیلے سے بچ گئے ہیں اور غالب آگئے ہیں کیونکہ ﴿اِنَّ كَيۡدَ الشَّيۡطٰنِ كَانَ ضَعِيۡفًا﴾ شیطان کا کید اس کا مکر و فریب ضعیف ہے۔ ایمان جتنا مضبوط ہو گا شیطان کا ہر حیلہ کمزور پڑ جائے گا، ایمان کمزور ہو گا تو شیطان کا ہر حیلہ جو ہے وہ مضبوط ہو جائے گا تو یہ ترازو ہے دیکھ لیں ہم اپنا محاسبہ کرتے ہوئے ہمارا ایمان کتنا کمزور کتنا مضبوط ہے اور شیطان کے جو حیلے ہیں وہ ہماری زندگی میں کتنے

کمزور کتنے طاقتور ہیں کتنا قوی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے اور ہمارے ایمان کو مضبوط کر دے اور شیطان کے ہر حیلے کو اللہ تعالیٰ کمزور کر دے اور ہمیں اس پر غالب کر دے (آمین)۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ قِيۡلَ لَهُمۡ كُفُّوۡۤا اَيۡدِيَكُمۡ﴾: (النساء:77)

(اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ نے اُن کی طرف نہیں دیکھا کیا آپ جانتے ہیں یہ حقیقت ﴿الَّذِيۡنَ قِيۡلَ لَهُمۡ﴾ وہ لوگ جن کو کہا گیا ﴿كُفُّوۡۤا اَيۡدِيَكُمۡ﴾ اپنے ہاتھ روک لو)

کس چیز سے روک لو؟ قتال سے روک لو ہاتھ نہیں اُٹھانا قتال نہیں کرنا یہ جہاد کے مرحلے کا پہلا مرحلہ ہے۔

مکہ میں جہاد کا جو پہلا مرحلہ تھا "کفّ الید" آپ نے ہاتھ نہیں اٹھانا، مارتے ہیں قتل کرتے ہیں ہاتھ نہیں اٹھانا بدلہ نہیں لینا کیونکہ جہاد میں بدلہ ہوتا ہی نہیں ہے ربّ نے بدلہ لینا ہے جب لینا ہے ربّ کے حکم کے مطابق حکم کی تعمیل ہو گی۔

سیدنا عمار بن یاسر کے والدین کو قتل کیا گیا، سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر شدید ظلم و ستم کیا گیا اور کئی اور مستضعفین صحابہ کو بھی قتل کیا گیا اُن پر ظلم کے انبار ڈھائے گئے اس کے باوجود بھی ﴿كُفُّوۡۤا اَيۡدِيَكُمۡ﴾۔

﴿وَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ﴾: اور نماز قائم کرو اور زکوۃ دو۔ ہاتھ روک کر یہ نہیں کہ آپ نے اپنی مرضی کرنی ہے بلکہ اپنے ایمان کو مضبوط کرنا ہے کیونکہ ایمان مضبوط ہو گا تو کاروائی ہو سکتی ہے وقت آئے گا جہاد کا حکم بھی آئے گا لیکن ابھی وقت نہیں ہے ابھی تربیت کا وقت ہے ایمان کو مضبوط کرنے کا وقت ہے تو اِقامۃ الصلاۃ اور اِیتاء الزکاۃ سے ایمان مضبوط ہو گا۔

سوال یہ ہے کہ یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی ہے صلاۃ اور زکوٰۃ تو مدینہ میں فرض ہوئے ہیں کیسے سمجھیں اس کو؟

نماز کے حکم کی ابتداء مکہ میں ہوئی معروف قصہ ہے اور دلیل جو ہے صحیح بخاری متفق علیہ حدیث میں آیا ہے اسراء اور معراج کے قصے میں کہ چھٹے آسمان پر جب اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات ہوئی موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ تو نماز کا انہوں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں کیا حکم دیا ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس آئے اللہ تعالیٰ کا حکم لے کر نماز کا تو پچاس نمازیں تھیں پھر تخفیف کرتے کرتے بار بار موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے ملاقات کر کے تو پچاس سے پانچ فرض ہوئیں۔

تو نماز فرض ہوئی تھی مکہ میں اور یہ نبوت کے دسویں سال میں اسراء اور معراج کا جو واقعہ ہوا تھا (نبوت کے دسویں سال ہجرت کے نہیں)، یعنی مکہ میں تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ہیں اور دسواں سال تھا نبوت کا، اسراء معراج کے موقع پر نماز فرض ہوئی تو ﴿وَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ﴾ سمجھ آگئی۔

نماز کے جو باقی احکام ہیں اور جو شرائط ہیں ارکان ہیں وہ مدینے میں پھر فرض ہوئے، مکہ میں پانچ نمازیں فرض تھیں اور دو دو رکعت فرض تھی مدینہ میں مزید تفصل آئی ہے۔

﴿وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ﴾: زکوۃ سے یہاں پر مراد ابتداء میں بغیر جو شروط ہیں زکٰوۃ کے کہ نصاب کا ہونا یا اس کے بغیر کچھ اماؤنٹ (Amount) دینا فرض تھا جو دے سکتا ہے، تو زکوۃ سے وہ صدقات وہ زکوۃ جو اس وقت فرض تھی مکہ میں بغیر تفصیل کے بغیر جو شروط ہیں باقی اس کے جو نصاب اور باقی جو زکوۃ کے احکام ہیں مدینہ میں فرض ہوئے دوسری سن ہجری میں اس وقت۔

تو مکہ میں یہ جو احکام تھے نماز کے اور زکوۃ کہ اہمیت ہے یہاں پر بیان کیا ہے۔

﴿فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيۡهِمُ الۡقِتَالُ﴾: پس جب ان پر لکھ دیا گیا قتال (یعنی اب جہاد مشروع ہو گیا ہے اور حکم دیا اللہ تعالیٰ نے جہاد کا قتال کا جیسا کہ ان آیات میں جو گزر گئی ہیں)۔

﴿اِذَا فَرِيۡقٌ مِّنۡهُمۡ يَخۡشَوۡنَ النَّاسَ كَخَشۡيَةِ اللّٰهِ اَوۡ اَشَدَّ خَشۡيَةً﴾: تو ان میں سے ایک گروہ جو ہے لوگوں سے ڈرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو یا اس سے بھی زیادہ۔

کمزور پڑ گئے پست پڑ گئے ڈر گئے تھوڑی دیر پہلے کیا کہہ رہے تھے؟ مکہ میں میں نے پہلے بھی عرض کیا شروع میں کہ یہ قصہ جو ہے اس آیت میں کہ جب جو مستضعفین تھے جن پر ظلم و ستم کیا جاتا تھا تو صحابہ دیکھتے تھے کافی رنجیدہ ہوتے تھے کافی غمزدہ ہو جاتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاتے تھے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھیں کتنا ظلم کر رہے ہیں تو ہم بدلہ نہ لیں اجازت تو دیں ہمیں ہم ان کو روک سکتے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا کہ اللہ کا حکم نہیں ہے صبر کرو۔ "صَبۡرًا آلَ يَاسِر فَإِنَّ مَوۡعِدَكُم الۡجَنَّة": آل یاسر کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود دیکھتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہادر کون ہے؟! میرا ایمان ہے کہ کوئی بھی بہادر نہیں ہے صحابہ میں سے بھی کوئی نہیں ہے، سب سے عظیم بہادر اگر دنیا میں کوئی ہیں تو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، اب اپنے پیارے صحابی آنکھوں کے سامنے ہیں کوڑے برسائے جا رہے ہیں گزر کر جاتے دیکھتے فرماتے: "صَبۡرًا آلَ يَاسِر"۔

آل یاسر کو تب سب کو سولی پر چڑھا کر کوڑے مارتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گزرتے دیکھتے اپنی آنکھوں سے اُن کے لیے دعا کرتے، اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرتے اور ان کو نصیحت بھی کرتے: "صَبۡرًا آلَ يَاسِر" (بس صبر کرو، کچھ لمحات ہیں زندگی کب تک ہے صبر کرو) "فَإِنَّ مَوۡعِدَكُم الۡجَنَّة" (عنقریب موعد جنت کا ہی ہے)۔ اس لیے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ خوشخبری سنتے تو کوڑے بھی برس رہے ہوتے نا کمر پر سکون مل جاتا کہ دنیا سے تو ویسے ہی جانا ہے اب اتنی بڑی خوشخبری اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دے رہے ہیں کہ جنت بہت قریب ہے تو درد اور تکلیف اسی وقت ختم ہو جاتی (سبحان اللہ)۔

تو بعض صحابہ عرض کرتے اور یہ مطالبہ کرتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ ہمیں اجازت دیں ہم کچھ کریں تو منع ہو جاتا تھا کہ نہیں کرنا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ قِيۡلَ لَهُمۡ كُفُّوۡۤا اَيۡدِيَكُمۡ﴾: اُن کو کہا جاتا تھا کہ ہاتھ روک لو اپنے اور نماز قائم کرو اور زکوۃ دو اپنے ایمان کو مضبوط کرو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو احکام ہیں وہ تعمیل کرو، جو تمہارے ذمے کام ہے وہ تو کرو نا ابھی جو ذمے نہیں ہے وہ نہیں کرنا، جس کا تم مطالبہ کر رہے ہو ابھی اس کا ابھی وقت نہیں آیا جس کا وقت ہے وہ تو کرو۔

آج بھی دیکھیں جہاد کے نام پر کئی ایسے جوان نکلتے ہیں کہ نماز کا کوئی پتہ نہیں ہے زکوۃ کا کوئی پتہ نہیں ہے اور کچھ لوگ تو بغیر داڑھی کے بغیر احکام شرعیہ کی پابندی کے کہ بھئی میں جہاد کرنا چاہتا ہوں۔ نہیں نہیں! جہاد النفس پہلے ہے۔ اِقامۃ الصلاۃ اور اِیتاء الزکاۃ میں کیا ہے؟ جہاد النفس ہے کہ مستقیم ہو جائیں استقامت کا راستہ اختیار کریں متقی اور پرہیزگار بنو ایمان کو مضبوط کرو پھر جہاد کرنا ہے۔

جو اپنے نفس کے خلاف پانچ فٹ قد یا چھ فٹ قد کے خلاف جہاد نہیں کر سکتے آپ تلوار اٹھا کر مشرکین کے خلاف کفار کے خلاف کیا جہاد کریں گے؟! اس لیے ﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ﴾۔

﴿فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ﴾: پھر جب قتال اُن پر لکھ دیا گیا اب واجب ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دے دیا ہے۔

﴿اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً﴾: تو سارے نہیں بلکہ اُن میں سے ایک گروہ جو پہلے مطالبہ کرتا تھا اب وہ پیچھے ہٹ گیا ہے وہ ڈرتا ہے ﴿فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ﴾ جیسا کہ اللہ سے ڈرتے ہیں ﴿اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً﴾ اس سے بھی زیادہ ڈرتے ہیں۔

﴿وَقَالُوْا﴾: اور زبان سے بھی کہا ہے۔ دیکھیں یہ حالت ڈرنے کی حالت دل کا معاملہ ہے نا ہمیں پتہ نہیں تھا اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ کچھ لوگ ڈر گئے ہیں اب نہیں کرنا چاہتے، ﴿وَقَالُوْا﴾ اور زبان سے بھی کہہ دیا۔

﴿رَبَّنَا﴾: اے ہمارے ربّ! ﴿لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ﴾: ہمارے اوپر قتال کو کیوں لکھ دیا ہے؟!

ابھی زندگی میں کچھ کرنا ہے دنیا کے لیے کچھ کرنا ہے ابھی دوسرا سال ہے ہجرت کا ابھی کچھ آئے ہیں، بہت سے لوگوں نے قربانیاں دی ہیں ابھی دنیا کو دیکھا ہے ابھی کچھ بہتر کرنا چاہتے ہیں: ﴿وَقَالُوْا رَبَّنَا﴾: اے ہمارے ربّ! ﴿لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ﴾: کیوں قتال کو لکھ دیا ہے؟!

﴿لَوْلَاۤ اَخَّرْتَنَاۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ﴾: اور ہمیں تھوڑی سی اور مہلت دے دیتے کچھ اور مؤخر کر دیتے۔

﴿قُلْ﴾: کہہ دیں اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

﴿مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ﴾: دنیا کا متاع دنیا کی لذتیں دنیا کے جو منافع ہیں وہ بہت قلیل ہیں بہت تھوڑا ہے آخرت کے سامنے۔

آخرت کے تناسب سے دنیا کی کیا قدر و قیمت ہے؟ کچھ بھی نہیں ہے!

﴿مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ﴾ قلیل کس اعتبار سے؟ حقیقت کے اعتبار سے، لذت کے اعتبار سے، جگہ کے اعتبار سے، زمانے کے اعتبار سے؛ کیسے؟ جگہ یہ دنیا ہے مچھر کے پَر کے برابر اس کی حیثیت ہے اللہ تعالیٰ ہاں، اور جنت آخرت اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اللہ تعالیٰ کا خاص انعام ہے اپنے پیاروں کے لیے۔

مدت دنیا میں ساٹھ ستر سو سال کب تک؟! فانی ہے ناسب فنا ہو جائے گا مرنا تو ویسے ہی ہے نا۔

اب یہ زندگی سو سال کی جو زندگی ہے کسی کی کہ کوئی شخص سو سال زندہ رہا ہے آخرت کی زندگی ہمیشہ کے لیے ہے کوئی تناسب ہے؟! متاع قلیل ہے کہ نہیں؟! دنیا میں آپ سب کچھ پیچھے چھوڑ کر جائیں گے آخرت میں آپ کو ملے گا ابتداء سے ہمیشہ کے لیے تمہارا ہی ہے، دنیا میں سب سے زیادہ جو بھی آپ خزانہ دیکھ سکتے ہیں کم سے کم جنتی کے پاس کا اس کا دس گنا ہوگا۔ دنیا کے سارے خزانے ملائیں پوری دنیا کے جو جنتی ہے جو سب سے کم درجے کا جنتی ہے دنیا کے تمام خزانوں سے دس گنا زیادہ اسے ملے گا متاع قلیل ہے کہ نہیں؟!

جو ڈیمانڈ کرتے ہیں کہ کچھ مہلت دے دیں نا تھوڑی سے سن لیں تمہیں کیا مہلت چاہیے کتنی مہلت چاہیے؟! کتنے اور سال زندہ رہو گے کتنی اور لذتیں ملیں گی؟! کتنا اور مال اور متاع ملے گا؟! کتنی اور آسائشیں ملیں گی؟! متاع قلیل ہے نا، دنیا میں کھایا پیا قضائے حاجت کے لیے صحت کے لیے دیکھنا پڑتا ہے کہ نفع ہے نقصان دِہ ہے کیا کھاؤں کیا نہ کھاؤں، کب کھانا ہے کیسے کھانا ہے چبانا پڑتا ہے نگلنا پڑتا ہے، کسی میں مرچی ہے کسی میں یہ ہے کسی میں وہ ہے کوئی پسندیدہ ہے کوئی ناپسندیدہ ہے پھر بیمار ہو گیا معدے میں درد ہو گیا ہے تکلیف ہو گئی، متاع قلیل ہے۔

آخرت میں: "فِيهَا مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ": ہر وہ چیز موجود ہے ہر وہ لذت موجود ہے ہر وہ خیر موجود ہے جنتی کے لیے جو کسی کان نے کبھی نہیں سنا نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے اور نہ کبھی کسی کی سوچ وہاں تک جا سکی ہے۔

متاع قلیل ہے کہ نہیں؟! ﴿قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى﴾: اور آخرت جو ہے وہ خیر ہے کس کے لیے؟

﴿لِّمَنِ اتَّقٰى﴾: اس لیے جو متقی ہے وہ دنیا کی ڈیمانڈ کم کرتا ہے دنیا کی حیثیت وہ جان لیتا ہے اس کو پتہ ہے کہ دنیا کی حیثیت کیا ہے، اسے پتہ ہے کہ متاع قلیل ہے۔ تقویٰ مضبوط ایمان کی مضبوطی سے ہوتا ہے ایمان مضبوط ہے تقویٰ مضبوط ہے دنیا یوں حقیر نظر آتی ہے چھوٹی سی نہیں نافرمانی کرے گا نہیں کرپشن کرے گا نہیں سود کھائے گا نہیں رشوت لے گا کیونکہ پتہ ہے متاع قلیل ہے۔

جب ایمان کمزور ہوتا ہے تقویٰ میں کمزوری پڑتی ہے دنیا پھر آخرت پر ترجیح ہو جاتی ہے دنیا کو آگے کر دیتا ہے آخرت کو انسان پیچھے کر دیتا ہے۔

﴿وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى﴾: اس لیے اگر آخرت کی فکر ہے دنیا کے اس متاع قلیل کو سمجھنا ہے (حیثیت کو) تو تقویٰ کو مضبوط کر لے گا کیونکہ آخرت بہتر ہے خیر ہے ﴿لِّمَنِ اتَّقٰى﴾ جس نے تقویٰ کا راستہ اختیار کیا ہے۔

﴿وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝۷۷﴾: اور تم پر ظلم نہ ہو گا دھاگے کے برابر بھی۔ "فتیل": کھجور کی گٹھلی کو دیکھیں اس کے اوپر جو دھاگا ہوتا ہے نا اسے فتیل کہتے ہیں۔ کھجور دیکھی ہے ایک پردہ ہوتا ہے "قطمیر" اس کے اندر جو ایک گروو (Groove) ہوتا ہے، گروو (Groove) جانتے ہیں جو لمبی سی اس کے اندر ایک دھاری ہوتی ہے اس کے اوپر ایک چھوٹا سا دھاگا بھی ہوتا ہے دھاگا نما چیز اسے فتیل کہتے ہیں۔

﴿وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا﴾: تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا اس فتیل کے برابر بھی۔

یعنی جو تمہارے لیے اللہ تعالیٰ نے تیار کر رکھا ہے جنت میں اس میں کوئی کمی نہیں ہوگی اور دنیا میں جو تمہاری عزت ہے اس میں کوئی کمی نہیں ہوگی تمہارے اُجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی تمہارے عمل میں جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کر کے جو بھی تم نے قربان کیا ہے پیسہ لگایا ہے وقت

لگایا ہے جان لگائی ہے صحت لگائی ہے جو بھی لگایا ہے وہ فتیل کے برابر بھی کم نہیں ہو گا نہ اُجر میں نہ آپ کے عمل میں نہ آپ کے فعل میں نہ آپ کے لیے جو اللہ تعالیٰ نے دنیا یا آخرت میں جو خیر اس سے مرتب فرمایا ہے اسے میں کوئی کمی نہیں ہو گی: ﴿وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا﴾۔

﴿اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ﴾ (النساء:78)

﴿اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا﴾: تم جہاں پر بھی ہو موت کی بات کرتے ہو نا کچھ مہلت کی بات کرتے ہو کہ کچھ مہلت اور دے دیتے زندگی کے لیے اچھا سن لیں؛ اچھا ان میں کچھ منافقین بھی تھے جو کتراتے تھے جب جہاد کا حکم آتا تو پیچھے ہٹ جاتے تھے بہانے بناتے تھے پیچھے رہ جاتے تھے دنیا چاہتے تھے مقدم کرتے تھے دنیا کو آخرت پر، اور وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمیں تھوڑی سی مہلت اور دے دیتے: ﴿اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا﴾: تم جہاں پر بھی ہو، ﴿يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ﴾: موت تمہیں پالے گی۔

﴿وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ﴾: اگرچہ تم مضبوط برجوں میں ہو۔ بروج جمع برج کی ہے برج کہتے ہیں لمبی عمارت کو ٹاور کو، تو اگر تم ٹاور میں بھی ہو جو محفوظ ہے وہاں پر بھی ہو تو موت وہاں پر بھی پہنچ کر تمہاری جان چلی جاتی موت ہو کر رہتی مرنا تو سب نے ہے۔

بُروج کا لفظ کیوں ہے؟ ﴿بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ﴾: مشیّدۃ کہتے ہیں جو مضبوط ہو قلعہ نما؛ بُرج اوپر ہوتا ہے نا قتال نیچے ہوتا ہے نا میدان جنگ اوپر تو نہیں ہوتا نا! تو جتنا بھی دور بھاگو نا قتال سے جنگ سے جہاد سے موت تو آکر رہے گی اگرچہ تم محفوظ قلعوں میں ہی کیوں نہ ہو جو زمین سے بہت ہی اوپر۔

جس چیز سے ڈرتے تھے موت سے ڈرتے ہو نا موت جان تو نہیں چھوڑے گی نا اب مرنا کیسے ہے تمہاری مرضی ہے:

(۱) قدم تم بڑھاؤ توفیق اللہ تعالیٰ دیتا ہے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے ہوئے مرنا ہے شہادت کے راستے میں شہادت حاصل کرنی ہے تو بہت بڑا انعام اور احسان ہے بہت بڑا شرف ہے بہت بڑا اَجر عظیم ہے دنیا میں بھی آخرت میں بھی۔

(۲) اور اگر بستر پر مرنا ہے موت کے ڈر سے جہاد کے ڈر سے تو مرنا ویسے ہی ہے پھر کہاں یہ اُجر عظیم اور کہاں یہ شرف یہ تو پھر نہیں ملنے والا نا!

﴿وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ﴾: نہیں بچ سکتے موت سے۔

﴿وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ﴾: اور اگر انہیں کوئی بھلائی پہنچے حسنہ پہنچے تو کہتے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ خوش ہو جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا بڑا کرم ہے، مال غنیمت مل گیا ہے یا دنیا کی کوئی لذت کوئی خوشی مل گئی ہے کوئی دنیا کا کوئی منافع مل گیا ہے کوئی اضافہ ہو گیا ہے بڑے خوش ہوتے۔

﴿وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ﴾: اور اگر انہیں کوئی کچھ بُرائی یا کچھ نقصان پہنچتا کوئی تکلیف پہنچتی:

﴿يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ﴾: تو کہتے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ آپ کی وجہ سے ہے یہ آپ کی طرف سے ہے۔

بدشگونی کرتے جیسا کہ آپ دیکھیں تمام انبیاء کے قصے میں سابقہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام جو ہیں اُن کی قوم کیا کہتی تھی:

(۱) تَطَیُّر کرتی تشاؤم کرتی بد شگونی کرتی کہ یہ مصیبت تمہاری وجہ سے ہے تم نے کہا کہ توحید کا راستہ اپناؤ اِن بُتوں کو چھوڑ دو دیکھا نا مصیبت آئی ہے دیکھا رزق کی تنگی ہے بارش رُک گئی ہے قحط سالی ہو گئی ہے بھوک سے مر رہے ہیں تکلیف ہے تمہاری وجہ سے ہے۔

(۲) اور اگر بارشیں ہوتیں کوئی خیر ملتا تو کہتے کہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہمارے اوپر ہوا ہے۔

تو ہر زمانے میں ایسے لوگ ہی آئے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں منافقین بھی کچھ ایسے ہی کرتے تھے:

﴿يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ﴾: تمہاری طرف سے تمہاری وجہ سے ہے۔

﴿قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ﴾: کہہ دیں اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے (جو خیر ہے جو شر ہے اس میں جو بھلائی ہے جو بُرائی ہے جو تکلیف ہے سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے)۔

﴿فَمَالِ هٰٓؤُلَاۗءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ۝٧٨﴾: تو کیا ہو گیا اس قوم کو جو بات کو نہیں سمجھ پا رہی نہیں سمجھنا چاہتی (سیدھی سیدھی بات ہے نا!)۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تاویل کرتے ہوئے وحی نازل ہوئی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ وحی یہ پیغام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قوم کو جا کر دیا اور تمام ثقلین کے لیے جن وانس کے لیے یہ پیغام موجود ہے کہ:

(۱) موت سے ڈرتے ہو کب تک ڈرو گے موت تو حق ہے مرنا ہی ہے۔

(۲) جہاد سے کتراتے ہو بڑے برجوں میں چلے جاؤ وہاں پر بھی تمہیں موت آ کر رہے گی کب تک بھاگو گے۔

(۳) اگر کوئی خیر پہنچتا ہے تو کہتے ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اگر کوئی تکلیف کوئی مصیبت آتی ہے کوئی بُرائی پہنچتی ہے تو کہتے ہو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے ہے (سبحان اللہ)۔ اتنی سیدھی سی بات کیوں نہیں سمجھ پائے؟ کیونکہ سمجھنا ہی نہیں چاہتے۔

﴿فَمَالِ هٰٓؤُلَاۗءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا﴾: کہ کوئی حدیث کوئی بات کیوں نہیں سمجھ پا رہے؟ کیونکہ سمجھنا نہیں چاہتے۔

اصل بات یہ ہے: ﴿مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ﴾ (النساء:79)

اب سیاق اور سباق دیکھیں بڑا پیارا دیکھیں انداز بیان کہ اب انسان کی بات آئی ہے مخاطب اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام انسان ہیں یہاں پر کیونکہ جو اعتراض کرنے والے تھے لوگوں میں سے تھے نا ان میں سے کچھ منافقین تھے کچھ صحابہ تھے کچھ لوگ تھے جنہوں نے شروع میں یہ ڈیمانڈ کی تھی مطالبہ کیا تھا کہ ہم نے جہاد کرنا ہے اجازت دیں ہمیں اور بعد میں پھر وہ تھوڑا پیچھے ہٹ گئے تھوڑا سا کمزور پڑ گئے۔ تو بعض لوگوں نے کہا کہ دیکھیں صحابہ کتنے بزدل تھے؛ نہیں! بزدل نہیں تھے، ایک گروہ تھا شروع میں ایمان کی مضبوطی تھی دیکھتے تھے اپنی آنکھوں کے سامنے ظلم و ستم تو رہا نہیں گیا پھر مطالبہ کیا، آگے جا کر ایمان میں تھوڑی سی کمزوری ہوئی یہ تربیت تھی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایمان کی۔ میں ہمیشہ کہتا ہوں کہ ابتداء کا نقص اور انتہا کا کمال دونوں میں فرق ہے، انسان ابتدائی زندگی میں جب علم حاصل کرتا ہے تو اس کے تقویٰ کا ایک لیول (Level) ہوتا ہے ایمان کا ایک لیول (Level) ہوتا ہے وقت کے ساتھ ساتھ جب علم اور تربیت ہوتی ہے علم کی بنیاد پر تقویٰ مضبوط ہوتا ہے ایمان مضبوط ہوتا ہے پھر اس کا لیول (Level) اور ہو جاتا ہے۔

تو ابتداء میں اگر کسی گروہ کے بارے میں بات ہوئی ہے کہ اُن لوگوں نے یہ کہا تھا تو یہ اُن کا ابتدائی دور تھا ابھی تو 2 ہجری میں جہاد فرض ہوا ہے ابھی اور بھی جنگیں تھیں اور بھی انہوں نے شرکت کی ہے تو یہ آہستہ آہستہ تربیت کرتے کرتے یہ جو مطالبہ تھا دنیا کا اور یہ پیغام اللہ تعالیٰ کا سن کر دل صاف ہو گیا۔ اتنے خوبصورت پیغام کے بعد اب کس کے دل میں کوئی باقی چیز رہ جاتی ہے؟!

منافقین کے دل میں تو ہے ہی کفر اُن کو تو فرق نہیں پڑا لیکن جو مومن تھے جو صحابہ تھے ابتداء میں جو اُن کا کچھ یعنی ابتدائی وقت تھا ابھی تربیت کا وقت ہے اور کچھ اور بھی باقی ہے تو ان کے دل میں کچھ چیز تھی، یہ نہیں کہا کہ جہاد نہیں کرتے ہم بلکہ کچھ اور مہلت دے دیتے ابھی وقت مناسب نہیں ہے ابھی وقت آئے گا، وہاں پر تو ضرورت تھی ایک اجتہاد تھا مکہ میں کیونکہ ظلم و ستم تھا ابھی ظلم و ستم بھی نہیں ہے ابھی طاقت آہستہ آہستہ آرہی ہے ابھی دنیا میں ہم نے دیکھا ہے کہ بہت ساری چیزیں ہیں نماز بھی فرض ہوئی ہے زکوۃ بھی فرض ہوئی ہے روزہ بھی فرض ہوا ہے سن 2 ہجری میں اور بھی چیزیں ہیں ابھی کچھ اور مہلت مل جاتی تو کرتے۔، نہیں نہیں! مہلت نہیں ہے اللہ تعالیٰ کا حکم آگیا کہ کرنا ہے۔

تو ابتداء کی کمزوری اور نقص اور انتہا کے کمال میں فرق ہے۔

اب انتہا کی بات دیکھیں اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے؟ ﴿رَّضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ﴾ (التوبہ:100): تمام صحابہ کے بارے میں ہے (وہ بھی شامل ہیں جنہوں نے یہ بات کی تھی) اللہ تعالیٰ اُن سب سے راضی ہے۔

سیدنا حاطب کے بارے میں جب سیدنا عمر نے تلوار نکالی انہوں نے کہا کہ یہ منافق ہے اس کو قتل کرو تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا فرمایا؟ اے عمر! یہ بدری صحابی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے سینے میں دیکھا اور فرمایا ہے کہ تمہیں جو بھی کرنا ہے کرو میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔

تو بدری صحابی کی معافی ہو چکی ہے اس کے باوجود بھی کہیں پر کوئی کوتاہی ہوئی ہے کوئی غلطی ہوئی ہے تو ہوتا رہا ہے بشر ہے تھوڑا سا بچوں کی وجہ سے گھر والوں کی وجہ سے شفقت آگئی باپ کی گھر والوں کی تھوڑا سا کمزور پڑ گئے لیکن اس کے باوجود بھی جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے بات کی اور پوچھا استفصال کیا؛ اور یہ شرعی طریقہ دیکھیں نبوی طریقہ دیکھیں کہ کوئی غلطی کرتا ہے پہلے پوچھو کیوں ہوئی سزا فوراً نہیں دو۔ ہمارے بچے کچھ غلطی کرتے ہیں تو فوراً سزا دیتے ہیں غلط ہے! پوچھو تو صحیح کیا ہے پوچھنے میں کیا جاتا ہے کہ یہ آپ نے کیوں کیا ہے؟ یہ تم نے کیوں کیا ہے کیا وجہ ہے؟ ہاں! وجہ ثابت ہو گئی ہے غلطی ہو گئی ہے ثابت سزا دینا چاہتے ہو تو چاہو دینا چاہتے ہو دو تمہاری مرضی ہے فوراً ابتداءً کیوں سزا دیتے ہو؟! دو بچے لڑ رہے ہیں اِس نے مارا ہے تو رکھ کر اس کے منہ پر دیا مار دیا اسے جبکہ غلطی اسی کی تھی ظلم ہوا کہ نہ ہوا؟! بچوں پر ظلم ہو گیا! اس لیے استفصال ہے پوچھنا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ کئی احادیث میں دیکھیں کہ یہ کتنی بڑی بات تھی؟! یہ آپ کو پتہ ہے جو خط وہ خفیہ بھیج رہے تھے اگر وہ خط اُن کو مل جاتا اور پتہ چل جاتا اور صحابہ وہاں پر جاتے تو کچھ قتل ہو جاتے یہاں تک بھی خدشہ تھا اس کے باوجود بھی جلدی نہیں کی کہ ایک تربیت ہے صحابہ کے لیے بھی ہمارے لیے بھی پوری امت کے لیے بھی کہ اگر کبھی بھی کوئی ایسا معاملہ ہو تو پہلے پوچھ لیں۔ حق ہے دیکھیں غلطی کرنے والے کا کہ اس سے پوچھا جائے پھر سزا دیں ابتداءً فوری سزا کیوں دینا چاہتے ہو؟!

جب پوچھا تو پتہ چلا کہ کوئی شک نہیں ہے دین میں نہ آپ کی کامیابی میں کوئی شک ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ویسے ہی کامیاب کرنا ہے میرا تھوڑا احسان ہو جاتا اور میرے بیوی بچے اُن کے شر سے محفوظ جاتے بس میں یہ چاہتا تھا؛ اے عمر! اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان کے دل میں دیکھا ہے جو

بدری صحابی ہیں اور فرمایا ہے کہ میں نے ان کو معاف کر دیا ہے (سبحان اللہ)؛اس لیے ابتدا میں ابتداء کا نقص اور انتہا کے کمال کو دیکھنا ہے نا کہ ابتداء کے نقص کو دیکھنا ہے۔اور بعض روافض ان ہی آیت کو لے کر دیکھتے ہیں کہ دیکھیں ان صحابہ نے کہا۔

یہ تمام صحابہ نہیں ہیں ان میں سے ایک گروہ تھا بعد میں اس سے توبہ بھی کر لی ہے اور ان آیات میں جو آگے آیات آئی ہیں اس جہاد کے تعلق سے اور موت کے تعلق سے زندگی کے تعلق سے آخرت کے تعلق سے اس کو ترجیح دے کر اپنے آپ کو انہوں نے بہتر بھی کیا ہے۔

﴿مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ﴾: اب یہ عام ہے عام لوگوں کے لیے سب کے لیے،ہم سب مخاطب ہیں کہ جو تمہیں بھلائی پہنچی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

﴿وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ﴾: اور جو تمہیں کوئی بُرائی پہنچی ہے کوئی تکلیف کوئی مصیبت پہنچی ہے وہ تمہاری وجہ سے ہے تمہارے گناہوں کی وجہ سے ہے۔

انسان جب گناہ کرتا ہے اس گناہ کی وجہ سے اب وہ اللہ تعالیٰ کی سزا کا مستحق ہو جاتا ہے جتنے گناہ زیادہ اتنی ہی اللہ تعالیٰ کی سزا اور پکڑ کا مستحق وہ زیادہ ہو جاتا ہے پھر جب کوئی سزا آتی ہے کوئی تکلیف ہوتی ہے اس نافرمانی کی وجہ سے تو انسان کو پتہ چل جاتا ہے کہ میرے اپنے گناہ ہیں۔

آج امت کی جو پست حالت ہے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے اس کی کیا وجہ ہے ﴿فَمِنْ نَّفْسِكَ﴾ ہے کہ نہیں؟! ہماری اپنی کوتاہیاں ہیں۔

نماز کی ہمارے نزدیک کیا قدر و قیمت ہے؟! (إلّا من رحم الله سبحانه وتعالىٰ)؛اب مساجد کو دیکھیں آج جمعہ کا دن ہے فجر کی نماز میں کتنی صفیں تھیں اب جمعہ کو دیکھیں باہر جگہ نہیں ملتی! یہی مسلمان ہے ایک ہی دن ہے دو نمازوں کا ذکر ہے ایک میں دو صفیں مشکل سے ہوتی ہیں اور دوسری میں باہر تک جگہ نہیں ملتی! یہ لوگ آسمان سے نازل ہوئے ہیں جمعہ کی نماز کے لیے یا آسمان سے فرشتے نکلے ہیں کہاں سے نکلے ہیں؟! کون لوگ ہیں یہ؟! یہ وہی لوگ ہیں جو سو رہے تھے فجر کی نماز میں نہیں اٹھ پائے! نماز کو ترک کرنا ابھی پچھلے درس میں میں نے بتایا ہے علماء کا اختلاف ہے کہ وہ کافر ہے یا نہیں؟ اب اتنی اکثریت مسلمانوں کی صرف جمعہ کے دن محاسبہ کر کے دیکھ لے اپنے ترازو میں تول کر دیکھیں کہ ہمارے معاشرے میں اس نماز کی کیا قدر و قیمت ہے کتنے بے نمازی موجود ہیں؟! علماء کا یہ فتویٰ بھی ہے بعض علماء کا کہ جس نے ایک نماز چھوڑی ناجان بوجھ کر بغیر عذر شرعی کے دائرۂ اسلام سے خارج ہے،ایک نماز یہاں تک بھی قول موجود ہے اگلے درس میں ان شاءاللہ بیان کروں گا میں کہ یہ قول بھی موجود ہے۔یہ امت کی اکثریت کہاں جارہی ہے؟!

جو تمہیں مصیبت پہنچی ہے جو تکلیف ہے جو بُرائی ہے ﴿فَمِنْ نَّفْسِكَ﴾۔آج امت کی پست حالت ہے ہماری وجہ سے ہے،ہر وہ مسلمان ذمہ دار ہے اس امت کا جو جہاں پر ظلم و ستم ہو رہا ہے چاہے وہ کشمیر میں ہو چاہے وہ فلسطین میں ہو دنیا کے کسی کونے میں بھی ہو ہر نافرمان مسلمان اس کا ذمہ دار ہے کیونکہ وہ ربّ ناراض ہے ﴿فَمِنْ نَّفْسِكَ﴾: تمہارے نفس کی وجہ سے ہے۔

﴿وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا﴾: اور ہم نے آپ کو لوگوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے آپ پیغام دیتے ہیں تو یہ سمجھتے کیوں نہیں ہیں؟! کیوں دنیا کی حیثیت کو نہیں سمجھتے کیوں آخرت کو نہیں سمجھتے کیوں آخرت کو آگے نہیں کرتے دنیا کے؟! کیوں نافرمانیاں کر

کے اپنے اوپر مصیبت مول لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی سزا کے مستحق ہونا چاہتے ہیں؟! کیوں بھلائی کا راستہ اختیار نہیں کرتے تا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھلائی ملتی رہے؟! کیوں شر کا راستہ اختیار کرتے ہیں کیوں نافرمانی کا راستہ اختیار کرتے ہیں؟!

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات اور پیغامات پر کیوں عمل نہیں کرتے کیوں پابند نہیں ہوتے؟!

﴿وَ اَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا﴾: اور ہم نے لوگوں کے لیے آپ کو مبعوث فرمایا ہے رسول بنا کر بھیجا ہے پیغام دیا ہے، ﴿وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا﴾: اور اللہ تعالیٰ کافی گواہ ہے۔

اللہ تعالیٰ گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے تمام پیغامات اور احکامات پہنچا دیئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ گواہ ہے کہ ان احکامات کو لوگوں نے کیسے لیا ہے۔

کون اہل ایمان میں سے ہے کون اہل کفر میں سے ہے کون اہل حق میں سے ہے کون اہل باطل میں سے ہے کون متبع ہے اتباع کرنے والا ہے کون نافرمانی کرنے والا ہے کون حق پر ہے کون باطل پر ہے کون خیر پر ہے کون شر پر ہے اللہ تعالیٰ گواہ ہے۔

گواہی ہوگی فرشتے بھی گواہی دیں گے، زمین بھی گواہی دے گی انسان کے اپنے اعضاء بھی گواہی دیں گے اور اللہ تعالیٰ خود کافی گواہ ہے:

﴿وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا﴾: کافی گواہ ہے اور اس سے بڑھ کر تمہیں کیا پیغام چاہیے۔

یہ جو نافرمانی کرنے والے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات کی نافرمانی کرنے والے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتال نہیں کرنا چاہتے جو دنیا کو آگے کرتے ہیں آخرت پر مقدم کرتے ہیں اپنے ربّ کو کیا منہ دکھائیں گے؟!

موت تو آنی ہی ہے حق ہے مرنے کے بعد انجام کیا ہونے والا ہے کیا بات کریں گے اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے۔

معاملہ بہت سنگین ہے بہت خطرہ ہے اللہ تعالیٰ اسے توفیق دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں قدم بڑھاتا ہے، اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی طرف اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تعمیل اور شریعت کی پابندی کی طرف ایک قدم بڑھائیں گے اللہ تعالیٰ دس قدم آسان کرے گا اور توفیق عطا فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے ہمیں اپنا جو تقویٰ کا راستہ ہے وہ آسان کر دے، "فی سبیل اللہ" کی صحیح سمجھ ہم سب کو عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہمیں ہر شر سے ہر مصیبت سے محفوظ فرمائے (واللہ أعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس 004-15: سورۃالنساء کی مختصر تفسیر (آیات: 74-79) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio